الاستفسار

مولانا عبداللہ حنیف

گذشتہ سے پیوستہ

فقہاء محدثین کے دلائل

از روئے احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام، مقتدی، مسافر، مقیم ہر سری، جہری نماز میں اور نماز کی ہر ہر رکعت میں نماز خواہ فرض ہو یا نفل جماعت کے ساتھ ہو یا الگ، ہر شخص پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان الفاظ میں ترجمہ قائم کیا ہے:

"باب وجوب القرآۃ للامام والماموم فی الصلوات کلہا فی الحضر والسفر وما یجہر فیہا وما یخافت" (ص ۱۰۴ ج ۱، صحیح بخاری)

اور پھر مندرجہ ذیل احادیث سے انہوں نے اپنے مقدمہ کو مدلل کیا ہے:

"عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" (ص ۱۰۴)

کہ "حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص فاتحۃ الکتاب نہ پڑھے، اس کی نماز نہیں ہوتی۔"

اعتراض:

اس حدیث میں تو صرف یہ آتا ہے کہ نماز نہیں ہوتی، یہ تو نہیں کہا کہ یہ نماز کفایت نہیں کرتی۔

جواب (۱): امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

"ان الخبر اذا جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحکمہ علی اسمہ وعلی الجملۃ حتی یجیئ بیانہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (جزء القراءۃ بخاری ص۳)

کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر آئے تو اس کا حکم اسی حال پر رہے گا اور اس کی تاویل کی اجازت نہیں ہوگی، حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی وضاحت نہ آجائے۔

جواب نمبر ۲:

احادیث میں تصریح ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز کفایت نہیں کرتی:

"قال جابر بن عبد اللہ لا تجزیہ الا بام القرآن" (تحفۃ الاحوذی، ج۱، ص۲۰۶)

اور ابن حبان، ابن خزیمۃ اور دارقطنی نے عبادہؓ بن صامت سے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں:

"لا تجزئ صلاۃ لا یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب" (تحفۃ الاحوذی ص۲۰۶، ج۱)

کہ فاتحۃ الکتاب کے بغیر نماز کفایت نہیں کرتی۔

اعتراض: حدیث میں "لا صلاۃ بفاتحۃ الکتاب ولا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" آیا ہے، "فی کل رکعۃ" کی تصریح نہیں آئی۔

جواب:

۱۔ امام بخاری فرماتے ہیں:

"وقیل لہ قد بین حین قال اقرأ ثم ارکع ثم ارفع ثم اسجد ثم ارفع فانک ان اتممت صلاتک فبین لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کل رکعۃ قراءۃ ورکوعا وسجودا وامرہ ان یتم صلاتہ علی ما بین لہ فی الرکعۃ الاولیٰ وہذا حدیث مفسر للصلاۃ کلہا لا لرکعۃ دون رکعۃ وقال ابو قتادۃ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الاربع کلہا" (جزء القراءۃ ص۶۵)

کہ "ایک آدمی نے نماز اچھے طریقہ سے نہ پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا تھا کہ پہلے قرأۃ کر اور پھر رکوع میں چلے جا اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پھر سجدہ کر، پھر اٹھ، پھر اگر تو نے اس طریقہ پر اپنی نماز پوری کرلی تو تیری نماز مکمل ہوگئی۔ ورنہ نامکمل رہی۔ اس حدیث کے مطابق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرما دی ہے کہ ہر رکعت میں قرأۃ، رکوع، سجدہ ضروری ہے۔ اور فرمایا کہ پہلی رکعت کی طرح اپنی نماز پوری کرو۔ اور حدیث پوری نماز کی تفسیر ہے۔ نہ کہ ایک آدھ رکعت کے لئے ہے۔ اور بخاری شریف میں اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"وافعل فی صلاتک کلہا" (صحیح بخاری ص۱۰۵) بروایت ابوہریرہؓ "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب"

"پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔"

وضاحت:

قرأۃ سے مراد مطلق قرآن نہیں ہے بلکہ اس سے مراد قرأۃ فاتحۃ الکتاب ہے جیسے کہ ابوداؤد میں اس کی تصریح موجود ہے:

"عن رفاعۃ بن رافع بھذہ القصۃ قال اذا قمت فتوجھت الی القبلۃ فکبر ثم اقرأ بام القرآن وبما شاء اللہ ان تقرء واذا رکعت فضع راحتیک علی رکبتیک وامدد ظھرک" (عون المعبود ص۳۲۱، ج۱، باب صلاۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود، سکت علیہ ابوداؤد والمنذری والعلامۃ شمس الحق الدیانوی فی عون المعبود وسکت علیہ ایضا الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فھذا الحدیث عندہ حسن ایضاً" (فتح الباری ص۲۱۶)

کہ "اس قصہ میں یہ الفاظ ہیں کہ جب تو قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہو جائے تو اللہ اکبر کہو اور پھر سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھو "اور پھر رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ کو ہموار کرو، بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری در جزء القرأۃ کے الفاظ میں اقرأ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔ مطلق قرأت قرآن مراد نہیں ہے۔

اس کی تائید ابوداؤد کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

"عن ابی سعید امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر" (عون المعبود ص۳۰۰، ج۱، باب من ترک القرأۃ فی صلاتہ بفاتحۃ الکتاب، فتح الباری ص۲۱۸، پ۳ باب وجوب القرأۃ، جزء القرأۃ بیہقی ص۱۵)

اور امام بیہقی نے ابوہریرۃ سے بھی روایت کیا ہے:

"فاسبغ الوضوء ثم کبر فاذا استویت قائما فاقرأت بام القرآن ثم قرأت بما معک من القرآن" (جزء القرأۃ بیہقی)

ان تمام حدیثوں سے بھی یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ قرأۃ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔

۲۔ "عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلاۃ لمن لیقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام وھذا اسناد صحیح والزیادۃ التی فیہ کزیادۃ التی فی حدیث مکحول وغیرہ فھی عن عبادۃ بن الصامت صحیحۃ مشھورۃ من اوجہ کثیرۃ" (جزء القرأۃ بیہقی ص۵۶، عون المعبود ص۳۳۴، ج۱)

کہ "حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے امام

کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں ہوتی۔"

۳۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلیٰ صلوٰۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرأ بھا فی نفسک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوٰۃ بینی وبین عبدی نصفین و لعبدی ماسأل فاذا قال الحمد للہ رب العالمین قال تعالیٰ حمدنی عبدی واذا قال الرحمٰن الرحیم قال اللہ اثنیٰ علیّ عبدی فاذا قال مالک یوم الدین قال مجدنی عبدی وقال مرۃ فوّض الی عبدی فاذا قال ایاک نعبد وایاک نستعین قال ھٰذا بینی وبین عبدی ولعبدی ماسأل۔ الخ (صحیح مسلم مع نووی ص ۱۶۹، ۱۷۰، جزء القرأۃ بخاری)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ فاتحہ کے بغیر نماز پڑھے گا تو اس کی نماز بےکار اور ادھوری ہے۔ یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی۔ ہم نے کہا کہ ہم تو امام کے پیچھے ہوتے ہیں، تو حضرت ابوہریرۃؓ نے فرمایا کہ اس وقت دل ہی میں پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، میں نے نماز (الحمد) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر لیا ہے۔ چنانچہ سورۂ فاتحہ کی اہمیت کے پیش نظر امام نوویؒ نے باب "وجوب القرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ" کا ترجمہ قائم کر کے لکھا ہے:

"فیہ دلیل لمذھب الشافعی ومن وافقہ ان قرأۃ الفاتحۃ واجبۃ علی الامام والماموم والمنفرد ومما یؤید وجوبھا علی الماموم قول ابی ھریرۃ اقرأ بھا فی نفسک۔"

کہ اس حدیث کے مطابق امام، مقتدی، منفرد پر واجب ہے کہ وہ ہر رکعت میں فاتحہ پڑھا کریں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد فاتحہ ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"قال العلماء المراد بالصلوٰۃ ھنا الفاتحۃ سمیت بذالک لانھا لا تصح الا بھا کقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الحج عرفۃ ففیہ دلیل علی وجوبھا بعینھا۔" (ص ۱۷۰، ۱۷۱)

کہ علماء نے کہا ہے کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد فاتحہ ہے اور فاتحہ کو نماز اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف عرفہ کی اہمیت و وجوب کی وجہ سے نفس وقوف عرفہ کو حج قرار دیا ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض عین ہے۔ موصوف مزید فرماتے ہیں:

"والصحیح الذی علیہ جمہور العلماء من السلف والخلف وجوب الفاتحہ فی کل رکعۃ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعرابی ثم افعل ذالک فی صلاتک کلہا" (نووی ص۱۷۰، ج۱)

بہرحال جمہور علمائے سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعرابی کو تاکید فرمائی تھی کہ وہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھے۔

۴۔ "قال ابو درداء سأل رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افی کل صلاۃ قراۃ قال نعم فقال رجل من الانصار وجبت" (جزء القراۃ بخاری ص۳)

حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے، ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہر نماز میں قراۃ (سورۃ فاتحہ) ہے؟" تو آپ نے فرمایا، ہاں! اس پر ایک انصاری کہنے لگا "تب تو قراۃ واجب ہوگئی"

۵۔ "قال البخاری تواتر الخبر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ الا بقراۃ ام القرآن" (جزء القراۃ ص۳)

کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث متواتر ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی"

۶۔ "عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرک الامام فی الرکوع فلیرکع معہ والیعد الرکعۃ" (جزء القراۃ ص۰)

جناب ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے امام کو رکوع میں پایا وہ اس کے ساتھ رکعت ادا کرے اور اس رکعت کو لوٹائے۔"

۷۔ "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنا دی ان لا صلاۃ الا بفاتحۃ وما زاد" (جزء القراۃ بخاری ص۲)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق میں نے منادی کردی کہ سورۃ فاتحہ اور مزید قراۃ کے سوا نماز بالکل نہیں ہوتی"

۸۔ "اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ اخبرنا ابو بکر بن اسحاق اخبرنا ابو عمرو المستملی اخبرنا علی بن حجر واخبرنا ابو عبد اللہ حدثنی ابو الطیب الکرابیسی حدثنا ابراہیم بن محمد المروزی حدثنا علی بن حجر حدثنا شریک عن اشعث بن سلیم عن عبد اللہ بن زیاد الاسدی قال صلیت الی جنب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خلف الامام فسمعتہ یقرأ فی الظہر والعصر" (جزء القراۃ بیہقی ص۷۶، حدیث ۱۷۲)

کہ "عبد اللہ بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پہلو میں امام کے پیچھے نماز

پڑھی تو میں نے سنا کہ آپ (عبداللہ بن مسعودؓ) ظہر اور عصر کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔"

بہر حال مذکورہ احادیث صحیحہ، صریحہ، متصلہ، غیر معللہ و لا شاذہ کے مطابق ہمارے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے کہ امام، مقتدی، منفرد کی کوئی نماز بھی خواہ مقامی ہو یا مسافر، نماز نفلی ہو یا فرضی، بغیر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے ہرگز صحیح نہیں ہوگی۔ اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ مدرک رکوع کی رکعت بھی صحیح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ ہمارے نزدیک یہی قول اسلم و احوط ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم و حکمہ احکم!

بہر حال میرے بھائی، نئے اور پرانے فیشن کی پھبتی مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ مدرک رکوع کے متعلق پرانا اختلاف چلا آرہا ہے اور دونوں گروہ اپنے اپنے دلائل بھی رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام شوکانی نے اپنے رسالہ فتح الربانی میں مدرک رکوع کی رکعت کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ مگر اس فقیر پر تقصیر کے نزدیک از روئے مذکورہ دلائل حدیثیہ کے پیش نظر مدرک رکوع کی رکعت نہیں ہوتی۔ اور اس کو یہ رکعت دوبارہ پڑھنی پڑیگی۔ کیونکہ قیام اور قرأۃ سورت فاتحہ چھوٹ چکے ہیں اور یہ دونوں (قیام و سورۃ فاتحہ) فرض اور رکن ہیں اور فرض و رکن کی ادائیگی کے بغیر رکعت نہیں ہوگی۔ رہا آپ کا یہ خدشہ کہ اگر مدرک رکوع کی رکعت کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر صبح کی نماز میں ۳ رکوع اور ظہر و عصر و عشاء کی نماز ۵ رکوع ہو جائینگے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے طور پر تعداد رکوع میں اضافہ یقیناً ناجائز ہے۔ تاہم اگر امام کی اقتداء میں ایسا ہو جائے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔ کیونکہ امام کی اقتداء ضروری ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حدیث اسی پر دلالت کر رہی ہے۔

"عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ" (عون المعبود ص۲۲۵،

باب الامام یصلی من قعود، مؤطا ص۱۱۱، ص۱۱۱، باب صلوۃ الامام وھو جالس)

کہ "امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔"

عون المعبود شرح ابی داؤد کے مطابق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک دفعہ عبدالرحمان بن عوف کی اقتداء میں صبح کی نماز میں تین رکوع کرنے پڑے تھے اور حدیث یہ ہے:

"عن زرارۃ ابن اوفیٰ ان المغیرۃ بن شعبۃ قال تخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ھذہ القصۃ قال فاتینا الناس وعبدالرحمان بن عوف یصلی بھم الصبح فلما رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اراد ان یتاخر فاومی الیہ ان یمضی قال فصلیت انا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ رکعۃ فلما سلم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی الرکعۃ التی سبق ولم یزد علیھا شیئا" (عون المعبود ص۵۸ ج۱، باب مسح الخفین)

زرارہ بن اوفیٰ سے روایت ہے کہ مغیرہؓ بن شعبہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صبح کی نماز سے لیٹ ہو گئے تو عبدالرحمان بن عوفؓ نے جماعت کرائی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن آپؐ نے اشارہ سے انہیں جماعت کو شروع رکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ مغیرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمانؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔ جب عبدالرحمانؓ نے سلام پھیرا تو ہم نے ایک رکعت اٹھ کر ادا کی۔"

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ آپؐ نے امام کی اقتداء میں صبح کی نماز میں دو تشہد پڑھے حالانکہ اس میں تشہد صرف ایک ہوتا ہے۔

تو یہی حکم اس جبری رکوع کا سمجھ لینا چاہیئے جو امام کی اقتداء میں بعض دفعہ مغرب کے چار رکوع اور چار تشہد بن جاتے ہیں مگر یہ سب اس لئے جائز ہیں کہ امام کی اقتداء فرض ہے، بہرحال ہمارے نزدیک مدرک رکوع کی رکعت نہیں ہوتی۔ اور امام کی اقتداء سے اگر نماز کے ارکان میں اضافہ ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم!

<u>بقیہ تصریحات:</u>

. . . کو روٹی کھاتے دیکھ کر تھپڑ کھینچ مارا تھا کہ بے شک تم خود مسلمان نہیں ہو لیکن مسلمانوں کے اس ماہِ مبارک کا احترام تو کرو جس کے احترام میں ان کے شیر خوار بچوں کو بھی ان کی مائیں صبح سے لیکر شام تک بھوکا اور پیاسا رکھتی ہیں!

مساجد میں جو لوگ قرآن سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں، ان کی تعداد مجموعی آبادی سے پانچ فیصد کا تناسب بھی نہیں رکھتی ——— اور پھر یہ آواز بھی ریڈیو اور ٹیلیویژن کی لچر، بیہودہ اور سمع خراش آوازوں میں دب کر رہ جاتی ہے۔

آہ! کاروانِ ملت جن تاریک راہوں پر چل نکلا ہے، روشنی کی ایک ہلکی سی کرن بھی نظر نہیں آتی، مایوسیاں . . . اندھیرے . . . گھٹا ٹوپ اندھیرے . . . گہرے، اور گہرے ہوتے چلے جاتے ہیں ——— کچھ بھی تو سجھائی نہیں دیتا ——— نہ جانے یہ قافلہ منزلِ مقصود سے کیونکر ہمکنار ہو سکے گا ———!

اَللّٰھُمَّ اُنْظُرْ اِلٰی حَالِنَا وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی سُوْءِ اَعْمَالِنَا!